چہرے کے پردے کا شرعی حکم

(دور قدیم سے عصر حاضر تک)

(عبدالحق: ریسرچ اسکالر شعبۂ اصول الدین، جامعہ کراچی)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور فطری مذہب ہے، انسان کی زندگی سدھارنے کے لیے تمام ممکنہ اچھے ذرائع پیش کر دیتا ہے اور اخلاقی انحطاط ورذائل سے بچنے کے لیے اس کے تمام وسائل کو بھی ممنوع قرار دیتا ہے سد ذرائع کے طور پر حجاب کا حکم نازل فرمایا ہے۔ حجاب عربی کا لفظ ہے لغت میں چھپانے کو کہتے ہیں۔

شرعی لحاظ سے پردہ یہ ہے کہ عورت اپنے بدن اور زینت کو اس طرح چھپائے کہ کوئی بھی اجنبی (غیر محرم مرد) اس کے بدن اور زینت میں سے کچھ نہ دیکھ سکے، حجاب لباس کے ساتھ چھپانے اور گھر کے چار دیواری میں چھپانے دونوں کو شامل ہے۔

اہمیت

اسلام میں پردہ کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے، اس بارہ میں تقریباً سات آیات قرآنی اور ستر (۷۰) سے زیادہ احادیث وارد ہوئی ہیں۔ پردہ پاکدامنی کا اہم ذریعہ ہے، قرآن مجید نے پردہ کو پاکیزگی اور طہارت قرار دیا ہے، فرمان الٰہی ہے:

"وإذا سألتموهن متاعا فاسئلوهن من وراء حجاب ذالكم أطهر لقلوبكم وقلوبهن"(۱)

"اور جب تم ان بیبیوں سے کوئی چیز طلب کرو، تو پردے کی اوٹ سے طلب کیا کرو"

دنیا میں فحاشی پھیلانے میں اہم کردار بے پردگی کا ہے، جب پردہ ختم ہو جاتا ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ ایمان بھی رخصت ہو چکا ہے کیونکہ حیا پردہ ہی میں ہے، اور آپ کا فرمان ہے:

"ألحياء والإيمان قرناء جميعا فإذا رفع أحدهما رفع الأخر"(۲)

"حیا اور ایمان دونوں جڑے ہوئے ہیں، جب ان دونوں میں ایک اٹھ جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے"

اس کا حاصل یہ ہے کہ ایمان اور حیا دونوں لازم وملزوم ہیں، جب حیا باقی نہیں رہتی تو ایمان بھی چلا جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

عورتوں کو گھروں میں قرار پکڑنے کی تاکید فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى"(۳)

ترجمہ:"اور تم قرار (ٹھکانہ) پکڑو اپنے گھروں میں اور گزشتہ جاہلیت کی روش اختیار کرتے ہوئے بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلا کرو"

یہ خطاب اگرچہ امہات المؤمنین اور اھل بیت رسول ﷺ سے ہے، لیکن یہ حکم تمام مسلمان عورتوں کے لیے عام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے چہرے اور جسم کی زیب وزینت اور حسن وجمال کو ظاہر کرتے ہوئے باہر نہ نکلے، جس سے اجنبی مردوں کو شہوت ورغبت کی نوبت آجائے۔ اسلام کی ان روشن تعلیمات کے باوجود آج دنیا میں جس بے پردگی کا مشاہدہ ہو رہا ہے، کہ عورتیں اپنے چہرہ، بازو، پنڈلیاں اور محاسن کو بے حجاب کر کے نازواندام کا مظاہرہ کرتی ہیں اور غیر محارم کے لیے نرم ونازک لہجہ استعمال کر کے اس کے ذریعہ نظروں اور دلوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں، اسلام میں ان تمام افعال قبیحہ کی قطعاً کوئی اجازت نہیں ہے۔ اور بے پردگی کے نقصانات اور گھناؤنے نتائج اس امر کو واضح کرتے ہیں کہ مسلمان مرد پر واجب ہے، کہ اپنی عورت اور دوسرے مسلمان رشتہ دار خواتین کو بے پردگی کی لعنت سے باز رکھیں۔ اگر وہ یہ نہیں کرے گا تو اپنی ایک واجب ذمہ داری میں کوتاہی کرنے والا اور فاسق قرار پائے گا، حتی کہ اس کی اقتداء میں نماز بھی مکروہ قرار پائے گی۔

چہرے کا پردہ

جس طرح بدن کے دوسرے اعضاء کو چھپانا لازم ہے اس طرح چہرے کا پردہ بھی لازم ہے، بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ چہرے کا پردہ لازم نہیں ہے اور قرآن مجید کی آیت"إلا ما ظهر منها"میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں، لیکن دوسرے علماء وفقہاء ان دونوں کے پردہ کو لازم سمجھتے ہیں۔

مفتی شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ:

"إلا ما ظهر منها" میں جس چیز کا استثناء کیا گیا ہے وہ اوپر کے کپڑے ہیں جیسے برقع یا لمبی چادر جو برقع کے قائم مقام ہوتی ہے، یہ کپڑے زینت کے لباس کو چھپانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ تو مراد آیت کی یہ ہوگی کہ زینت کی کسی چیز کو ظاہر کرنا جائز نہیں بجز ان کپڑوں کے جن کا چھپانا بضرورت باہر نکلنے کے وقت ممکن نہیں، جیسے برقع

وغیرہ۔''(۴)

لیکن اس کے علاوہ قرآن وحدیث کے دیگر بہت سے نصوص سے واضح ہوجاتا ہے کہ چہرے کا پردہ بھی واجب ہے۔

چہرہ چھپانے کے دلائل

۱: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وقل للمؤمنات یغضض من أبصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن"(۵)

''اور آپ مومن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت نہ کھولیں مگر وہ جواز خود اس سے ظاہر ہو اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''**ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن**''، اس میں خمر خمار کی جمع ہے، وہ کپڑا جسے عورت اپنا سر ڈھانپنے کے لیے اوڑھتی ہے مثلاً برقع کا نقاب، جب عورت کو حکم یہ ہے کہ اپنے سینہ پر چادر اور دوپٹہ ڈال کر رکھے، تو چہرہ بطریق اولیٰ فرض ہوگا، کیونکہ وہی خوبصورتی کا مظہر، اور مجمع المحاسن ہے، دوسرے اعضاء کی بنسبت چہرے کو زیادہ اہمیت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح اس آیت میں عورتوں کو اپنی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ عورت وہ تمام وسائل وذرائع استعمال کرے جو اس کی حفاظت میں معاون ثابت ہوسکتے ہوں، اور ہر صاحب ہوش یہ جانتا ہے کہ عورت کے لئے چہرے کا پردہ سب سے اہم ذریعہ حفاظت ہے۔ جب چہرے کا پردہ نہ کیا جائے تو پردہ کی اہمیت باقی نہیں رہتی عورت کے فتنہ میں مبتلا ہونے میں بے پردہ چہرے کا کردار سب سے زیادہ ہے۔

۲: ایک اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" یاأیھا النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن "(٦)

''اے پیغمبر ﷺ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ جب باہر نکلا کریں تو اپنے اوپر چادریں لٹکالیا کریں''

اس آیت کی تفسیر صحابیات بہت اچھے طریقے سے سمجھتی تھیں۔

۳: چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"یرحم اللہ نساء المھاجرات الاول لما أنزل اللّٰہ (ولیضربن بخمرھن علی

جیوبھن) شققن مروطھن فاختمرن بہ" (۷)

''اللہ تعالیٰ رحم کرے پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں پر کہ جب اللہ تعالیٰ کا فرمان ''ولیضربن بخمرھن''
نازل ہوا تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑا اپنے خمار بنالیا (یعنی چہروں کو ڈھانپ لیا)

علامہ ابن حجرؒ وضاحت کر کے فرماتے ہیں: "فاختمرن" کا معنی (أی غطین وجوھھن) یعنی اپنے چہروں کو چھپالیا۔

صحابیاتؓ کے اس آیت کے حکم پر عمل کرنے میں چہروں کو چھپانا اس کی واضح دلیل ہے کہ وہ چہروں کو چھپانا واجب سمجھتی تھیں۔ اس آیت کی تفسیر میں عبیدۃ السلیمانی (حضرت علیؓ کے شاگرد رشید) کا بیان ہے کہ عورتیں سروں کے اوپر سے چادریں اس طرح اوڑھا کرتی تھیں کہ آنکھوں کے سوا کچھ ظاہر نہ ہوتا اور وہ بھی اس لیے کہ راستہ دیکھ سکیں...... حضرت ابن عباسؓ خود اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ جب وہ اپنے کسی کام کے لیے باہر نکلیں تو جو چادر وہ اوڑھتی ہیں اسے سر پر سے لٹکا کر منہ ڈھانپ لیا کریں، صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔'' (۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابیات کے نزدیک بھی چہرے کا چھپانا فرض تھا اور اس وجہ سے (یدنین علیھن من جلابیبھن) کا معنی چہروں کو چھپانا لیا۔

۴: ایک روایت میں ہے ام سلمہؓ فرماتی ہیں:

" ولما نزلت یدنین علیھن من جلابیبھن، خرج نساء الانصار کأن علی رؤوسھن الغربان من الأکسیة "(۹)

کہ جب آیت "لما نزلت......" نازل ہوئی تو انصاری خواتین گھروں سے نکلتے وقت اس سکون واطمینان سے چلتیں گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں، اور انہوں نے سیاہ رنگ کی چادریں لپیٹ رکھی ہوتی تھیں۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابیات میں چہرہ چھپانے کی عادت تھی اور اس کو واجب سمجھتی تھیں۔

۵: اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

کہ جب" ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن" نازل ہوئی تو مرد عورتوں کی طرف اس حال میں لوٹے کہ اس آیت کی تلاوت کرتے رہے، تو ہر ایک عورت نے اٹھ کر اپنی چادر اوڑھ لی۔

" فاصبحن یصلین الصبح معتجرات کأن علی رؤسھن الغربان"

ترجمہ: صبح کی نماز میں اس طرح آئیں کہ چادروں میں لپٹ کر چہرے چھپائے ہوئے تھیں'

اس روایت میں معتجرات ہے۔ اعتجار یہ ہے کہ چادر کو سر سے لپیٹ کر چہرہ بھی چھپائے۔

"قال ابن الاثير وفي حديث عبدالله بن عدی بن الخيار جاء وهو معتجر بعمامته مايری وحشی منه إلا عينيه ورجليه ،الإعتجار بعمامته وهو ان يلفها علی رأسه ويرد طرفها علی وجهه ولايعمل منها شيئا تحت ذقنه" (۱۰)

۶: قیس بن زید فرماتے ہیں:

أن رسول الله ﷺ طلق حفصه بنت عمرؓ ......فجاء رسول الله فدخل عليها فتجلبت، فقال رسول الله : إن جبريل أتانی فقال لی ارجع حفصه فانها صوّامة قوامة ، وهی زوجتک فی الجنة "(۱۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ کو طلاق دی......تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے، تو انہوں نے اپنی چادر چہرے پر لٹکائی تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ حفصہؓ سے رجوع کرو کیونکہ یہ بہت روزے رکھنے والی اور بہت زیادہ عبادت کرنے والی ہے اور جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوگی۔

یہاں پر بھی حضرت حفصہؓ کا چادر چہرے پر لٹکانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حفصہؓ چہرے کے پردہ کو لازم سمجھتی تھیں۔

۷: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

" كنا مع النبی ﷺ ونحن محرومون فاذا لقينا الراكب أسدلنا ثيابنا من فوق رؤسنا فاذا جاوزنا رفعنا ها" (۱۲)

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام میں ہوتی تھیں، تو جب سوار ہمارے سامنے آتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں سے اپنے چہروں پر لٹکا دیتیں۔ جب وہ گذر جاتے تو ہم پھر چہرو(ں سے وہ چادریں ہٹا لیتیں) کو کھول لیتیں

۸: اسی طرح ایک روایت صفیہ بنت شیبہ سے بھی ہے، وہ فرماتی ہیں:

" عن عائشة انها كانت تطوف بالبيت وهی منتقبة" (۱۳)

"عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیت اللہ کا طواف اس حال میں کیا کہ وہ نقاب پہنی ہوئی تھیں"

اس قسم کی روایات سے چہرے کا چھپانا فرض اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ حالت احرام میں پردہ کے بارے میں عام حالات کی بنسبت نرمی ہے، بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

" لاتنقب المرأة المحرمة ، ولا تلبس القفازين" (۱۴)

محرمہ عورت نقاب نہ پہنے اور نہ دست موزے پہنے، اس کے باوجود عائشہؓ کا چہرہ چھپانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ چہرہ عورت ہے، اس کا چھپانا واجب ہے۔

۹: حاکم کی ایک روایت حضرت اسماءؓ سے نقل ہے:

"كنا نغطي وجوهنا من الرجال وكنا نمتشط قبل ذالک" (۱۵)

''ہم ''احرام'' میں مردوں سے اپنے چہرے ڈھانپتی تھیں اور ہم اس سے پہلے کنگھی کرتی تھیں''

ان احادیث سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ چہرے کے پردے کا رواج صحابیات کے دور سے تھا اور صحابیات اس کو واجب سمجھتی تھیں۔

ایک عجیب واقعہ

۱۰: اس سلسلے میں ایک واضح واقعہ ابوداؤد میں ہے کہ ایک خاتون ام خلاد کا لڑکا ایک جنگ میں شہید ہو گیا تھا، وہ اس کے متعلق دریافت کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں مگر اس حال میں بھی چہرے پر نقاب ڈالا ہوا تھا، بعض صحابہؓ نے حیرت کے ساتھ کہا کہ اس وقت بھی تمہارے چہرے پر نقاب ہے (یعنی بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر ایک ماں کو تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور تم اس اطمینان کے ساتھ باپردہ آئی ہو) جواب میں کہنے لگی: ''ان ارزأ ابنی فلن أرزأ حیائی'' ''میں نے بیٹا تو ضرور کھویا ہے مگر اپنی حیا تو نہیں کھوئی۔'' (۱۶)

ان تمام احادیث اور دلائل کے باوجود چہرہ کو پردہ سے مستثنیٰ کرنا اور باپردہ خواتین سے نقاب نوچنا کہاں کا انصاف ہے۔

لہٰذا ان تمام روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حجاب کے حکم نازل ہونے کے بعد عورتیں کھلے منہ نہیں پھرتی تھیں بلکہ حجاب کے حکم میں چہرے کا پردہ بھی شامل تھا، اور احرام کے سوا تمام حالتوں میں نقاب کو عورتوں کے لباس کا ایک جزء بنادیا گیا تھا۔

مخالفین کے دلائل

جو لوگ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عورت کا چہرہ پردہ سے مستثنیٰ ہے اور اس کا پردہ لازم نہیں، انہوں نے مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

۱) " ولا يبدين زينتهن إلا ما ظهر منها " اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہو، حضرت عبداللہ بن عباسؓ "إلا ما ظهر " سے عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں مراد لیتے ہیں کہ وہ پردہ سے مستثنیٰ ہے۔

۲) عن سهل بن سعدؓ أن امرأة جاء ت رسول الله ﷺ فقالت يارسول الله ! جئت لأهب لک نفسي فنظر إليها رسول الله ﷺ فصعد النظر إليها وصوّبه ، ثم طأطأ رأسه ، فلما رأت المرأة أنه لم يقض فيها شيئا جلست ...... الحديث (۱۷)

ترجمہ: ''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون حضور ﷺ کے سامنے آئی اور عرض کی کہ میں اپنی ذات آپؐ کو ہبہ کرنا چاہتی ہوں (یعنی آپؐ سے نکاح چاہتی ہوں) تو حضور نے اسے اوپر اور نیچے دیکھا اور پھر سر مبارک جھکا کر چپ رہے۔''

اس حدیث سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔

۳) ''عن عائشةؓ أن أسماء بنت أبي بكر دخلت على رسول الله ﷺ وعليها ثياب رقاق، فأعرض عنها رسول الله و قال: يا أسمائان المرأة إذا بلغت المحيض لم يصلح أن يرٰى منها إلا هذا وهذا وأشار إلى وجهه و كفيه.'' (۱۸)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسماء بنت ابی بکرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا، نیز چہرے اور ہاتھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں کہ اس کے چہرے اور ہاتھوں کے سوا کچھ نظر آئے''

۴) عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے: ''كان الفضل رديف رسول الله فجاء ت إمرأة من خثعم فجعل الفضل ينظر إليها وتنظر إليه وجعل النبي ﷺ يصرف وجه الفضل إلى الشق الآخر'' (۱۹)

حجۃ الوداع میں ابن عباس کے بھائی'' فضل بن عباس نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے کہ اسی دوران میں خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی۔ فضل بن عباس اس کی طرف اور وہ فضل کی طرف دیکھنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فضل بن عباسؓ کا چہرہ دوسری جانب پھیر دیا۔

اس سے استدلال اس طرح کرتے ہیں کہ عورت کا چہرہ کھلا ہوا تھا، اگر چہرہ کا پردہ ہوتا تو نبی کریمؐ اس عورت کو ضرور چہرہ چھپانے کا حکم دیتے۔

۵) حضرت جابرؓ نبی اکرم ﷺ کے نماز عید پڑھانے کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد لوگوں سے خطاب فرمایا، اور وعظ و نصیحت کی، پھر چل کر عورتوں کے قریب تشریف لے گئے۔

ان سے بھی خطاب کیا اور وعظ ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"تصدقن فإن أكثركن حطب جهنم ، فقالت إمرأة من وسط النساء سفعاء الخدّين...." (۲۰)

''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو کیونکہ جہنم کا زیادہ تر ایندھن تم (عورتیں) ہی ہو، اس پر عورتوں کے درمیان سے ایک عورت، جس کی رخسار سیاہی مائل تھے، نے کہا۔۔۔''

اس روایت سے استدلال اس طرح کرتے ہیں کہ اگر عورت کا چہرہ کھلا نہ ہوتا تو جابر ؓ کو پتہ کیسے چلا کہ اس عورت کے رخسار سیاہی مائل ہیں؟

تقریباً یہی وہ دلائل ہیں، جن سے استدلال کر کے چہرہ کو پردہ سے مستثنیٰ کیا جارہا ہے۔

دوسری طرف وہ علماء جو چہرہ کے چھپا رکھنے کو لازم وواجب قرار دیتے ہیں ان دلائل سے جواب دیتے ہیں۔

دلیل اول کا جواب

اثر ابن عباسؓ 'إلا ما ظهر'' سے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے جس کے اکثر طرق ضعیف ہیں۔ علامہ الدکتور محمد فؤاد لکھتے ہیں:

" وأما أثر ابن عباس احتجوا به فقد رواه الطبرى(۲۱) والبيهقى واسناده ضعيف بل منكر لا يحتج به.

اور عبداللہ بن عباسؓ کے اثر سے جو استدلال کرتے ہیں جس کو طبری اور بیہقی نے روایت کی ہے اس کی سند ضعیف بلکہ منکر ہے جس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

البتہ ابن جریر طبری نے یہ روایت اپنی تفسیر میں نقل کی ہے، جس کے رواۃ سب ثقہ ہیں، لیکن وہ روایت منقطع ہے۔ کیونکہ اس میں علی بن ابی طلحہ (م۱۴۳) ہے، جو ابن عباس سے روایت کرتے ہیں، لیکن ابن عباسؓ سے ان کی ملاقات ثابت نہیں

ابن عباسؓ اور ان کے درمیان واسطہ مجاہد بن جبر المکی ہے اس لئے یہ قابل استدلال نہیں۔

دوسری طرف اس کے مقابل عبداللہ بن مسعودؓ کا صحیح اثر موجود ہے جس نے " **إلا ما ظهر منها** " کی تفسیر ثیاب سے کی ہے، یعنی ظاہری کپڑے جس کا چھپانا ناممکن ہے، تو یہی تفسیر اولیٰ ہے۔

عن عبدالله ، (ولايبدين زينتهن الا ما ظهر منها)قال الثياب (۲۲)

دوسری دلیل کا جواب

وہ سہل بن سعدؓ کی روایت ہے: اس حدیث سے بھی استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ عورت کا چہرہ کھلا ہوا تھا، اس لئے کہ ''صعد النظر إليها'' کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے اس کو اوپر دیکھا اور اوپر دیکھنے سے تو یہ لازم نہیں کہ چہرہ کھلا ہوا تھا، ورنہ پھر تو ''صوّبہ'' کا مطلب یہ ہوگا کہ پنڈلی بھی کھلی ہوئی تھی، کیونکہ اس کا معنی تو یہ ہے کہ نیچے کی طرف بھی دیکھا۔

حالانکہ پنڈلی تو بالاتفاق عورت ہے۔

تو اس حدیث سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

تیسری دلیل کا جواب

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے، جس میں حضرت اسماءؓ کا واقعہ ہے، اس میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ یہ واقعہ نزول حجاب سے پہلے کا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن قدامہ نے کہا ہے:

"وأما حديث أسماء ان صح فيحتمل أن تكون قبل نزول الحجاب"(۲۳)

یعنی حدیثِ اسماءؓ اگر صحیح بھی ہو تو اِحتمال ہے کہ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے۔

کیونکہ ہجرت کے وقت اسماءؓ کی عمر ۲۷ سال تھی، تو یہ بہت بعید ہے کہ صدیقؓ کی بیٹی آپؐ کے یہاں ایسے کپڑوں میں آئی ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے مختلف وجوہ سے۔

(۱) اس کی سند میں ابن لہیعہ راوی ہے۔ جس کو جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، چنانچہ اس کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"قال البخاري عن الحميدي كان يحيىٰ بن سعيد لا يراه شيئا"

امام بخاری حمیدی کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ سعید اس کو کچھ نہ سمجھتے تھے:

"وقال ابن المديني عن ابن مهدي ! لاأحمل عنه قليلاً ولا كثيراً"

ترجمہ: ابن المدینیؒ ابن المہدی سے روایت کر کے فرماتے ہیں کہ میں اس سے کچھ نقل نہیں کرتا، کم ہو یا زیادہ۔

امام نسائی اس کے بارے میں فرماتے ہیں: "**ليس بثقة**" یہ ثقہ نہیں۔

ابن معینؒ فرماتے ہیں: "**كان ضعيف لا يحتج بحديثه**" (**تهذيب التهذيب**)

''وہ ضعیف تھا اس کے احادیث سے استدلال نہیں کیا جاسکتا''

(۲) اسی طرح اس کے سند میں سعید بن بشیر ہے۔ سعید بن بشیر کے بارے میں بھی محدثین کے اقوال اسی طرح ہیں، علی بن المدینی فرماتے ہیں: ''کان ضعیفا'' وہ کمزور ہے۔

محمد بن عبداللہ بن نمیر فرماتے ہیں: **منکر الحدیث ، لیس بشیء ، لیس بقوی الحدیث یروی عن قتادة المنکرات** ''منکر الحدیث ہے کچھ بھی نہیں ہے، قوی احادیث والا نہیں، قتادہؒ سے اکثر منکرات کی روایت کرتے ہیں۔

امام بخاری فرماتے ہیں:

" یتکلمون فی حفظه وهو محتمل "

''اس کے حافظے کے بارے میں کلام کیا گیا ہے اور وہ احتمالی ہے''

امام نسائی فرماتے ہیں: ''ضعیف'' یعنی ضعیف ہے۔ (تھذیب التھذیب)

(۳) اسی طرح یہ روایت مرسل بھی ہے اس میں ایک راوی ''خالد بن دریک'' ہے جو عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ اس نے حضرت عائشہؓ کا زمانہ نہیں پایا خود ہی امام ابوداؤد نے اس کی تصریح کی ہے۔

(۴) خالد بن دریک مجہول بھی ہے: **" قال ابن قطان : ومع هذا فخالد مجهول الحال "** (۲۴)

ابن قطانؒ فرماتے ہیں: اور اس کے باوجود خالد بن دریک مجہول الحال بھی ہے۔

چوتھی دلیل کا جواب

حضرت ابن عباسؓ کی روایت جس میں فضل بن عباس کا خثعمی عورت کو دیکھنے کا ذکر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ عورت احرام کی حالت میں تھی اور احرام میں چہرہ کھولنا جائز بلکہ ضروری ہے۔ اور بہت سی احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ احرام میں تھی اور مزدلفہ کا دن تھا۔

مسند ابی یعلیٰ میں اُسامہ بن زید کی روایت میں ہے:

"ثم ردف الفضل رسول الله ﷺ غداة جمع (۲۵)

یعنی فضل ابن عباسؓ مزدلفہ کے دن صبح آپؐ کے پیچھے سوار ہوئے۔

نسائی میں ہے : **" إن امرأة من خثعم سألت النبی ﷺ غداة جمع "** (۲۶)

ایک خثعمی عورت آپ ﷺ سے سوال کرنے لگی مزدلفہ کی صبح۔

مسند احمد میں بھی یہی ہے، فضل ابن عباس فرماتے ہیں:

" کنت ردیف رسول الله من جمع إلی منی " (۲۷)

ترجمہ: ''میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، مزدلفہ سے منی کی طرف جا رہے تھے''

مسلم میں جابرؓ کی حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے: ''غداۃ جمع'' یعنی مزدلفہ کے دن صبح۔(۲۸)

ان تمام طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خشعمی عورت احرام میں تھی اور احرام میں چہرہ کھولنا جائز ہے اس وجہ سے آپؐ نے اس کو چہرہ چھپانے کا حکم نہیں فرمایا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث سے تو چہرے کا پردہ لازمی ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فضلؓ کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا اور یہ عملاً منع کرنا ہے جو کہ قولاً کہنے سے زیادہ بلیغ ہے اور زیادہ تاکید پر دلالت کرتا ہے، اس لیے امام نوویؒ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ: ''ومنها تحريم النظر إلى الأجنبية'' (۲۹)

''اس حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل میں سے یہ بھی ہے کہ غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے''

اور بالفرض اگر یہ عورت حالت احرام میں بھی نہ تھی تو اس عورت کا والد اس عورت کو آپ ﷺ پر پیش کرنا چاہتا تھا کہ آپ ﷺ اس سے نکاح کر لیں۔

جیسا کہ مسند ابی یعلیٰ میں ہے، فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: '' **كنت ردف النبي ﷺ وأعرابي معه ابنة له حسناء، فجعل الأعرابي يعرضها لرسول الله رجاء أن يتزوجها وجعلت ألتفت إليها** ......'' الحدیث (۳۰)

میں آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا اور ایک اعرابی کے ساتھ اس کی حسین بیٹی تھی، تو اعرابی نے اس کو آپ ﷺ پر پیش کرنے لگا تا کہ آپ ﷺ اس سے نکاح کر لیں اور میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اعرابی نے اس کو آپ ﷺ پر پیش کرنے کی غرض سے ایسا کیا تھا اس وجہ سے اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔

نیز یہ بھی امکان ہے کہ آپ ﷺ نے اس عورت کو بعد میں پردہ کا حکم دیا ہو گا کیونکہ راوی کا اس بات کا ذکر نہ کرنا اس کی دلیل نہیں کہ آپ ﷺ نے حکم نہیں دیا، چنانچہ حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ نے آپ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِصرف بصرک'' اپنی نگاہ دوسری طرف پھیر لو۔(۳۱)

تو اس روایت سے بھی استدلال صحیح نہیں۔

پانچویں دلیل کا جواب

جابرؓ کی روایت جس میں '' **سفعاء الخدين** '' ہے، کا جواب بعض نے یہ دیا ہے کہ یہ واقعہ حجاب سے پہلے کا ہے اور یہ جواب معقول بھی ہے، کیونکہ حجاب کا حکم غزوہ احزاب کے موقع پر سنہ ۴ یا ۵ یا ۶ ہجری میں نازل ہوا ہے۔ جب

کہ نماز عید دوسری ہجری سے مشروع چلی آتی ہے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ عورت اتنی بوڑھی ہو کہ جنہیں نکاح سے کوئی سروکار نہیں تھا اور نہ فتنے کا اندیشہ تھا۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے چہرے سے نقاب غیر اختیاری طور پر اسی وقت ہٹ گیا ہو اور جابرؓ کی اسی وقت نظر پڑی ہو، نہ کہ نقاب نہیں پہنا تھا۔

اور یہ بات بھی معقول اس لیے ہے کہ تقریباً سات دیگر اکابر صحابہ کرامؓ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ لیکن جابرؓ کے علاوہ کسی کی روایت میں یہ صفت مذکور نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ کھلا ہوا نہیں تھا بلکہ غیر ارادی طور پر اس کا جلباب اس کے چہرے سے ہٹا اور جابرؓ نے دیکھا۔

یہ دلائل ایسے ہیں کہ جو پردہ ثابت کرنے والے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قوت کے لحاظ سے یہ ان جیسے نہیں۔

دوسرا یہ کہ کسی حکم کی حرمت اور حلت میں تعارض ہونے کی صورت میں حرمت کو ترجیح ہوگی، اس قاعدہ کے رو سے بھی چہرے کا پردہ لازم ہے۔

اور پھر جن علماء نے چہرے کے کھولنے کو جائز قرار دیا ہے وہ بھی امن فتنہ (فتنہ کا اندیشہ نہ ہونے) کی قید لگاتے ہیں، کہ اس صورت میں جائز ہے جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، لیکن اس دور میں کون کہہ سکتا ہے کہ فتنہ کا اندیشہ نہیں، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اس زمانے میں تو تقریباً سو فیصد فتنہ ہی ہے۔

مفتی شفیع رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر چہرہ اور ہتھیلیوں پر نظر ڈالنے سے فتنے کا اندیشہ ہو تو ان کا دیکھنا جائز نہیں۔ (۳۲)

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

" وقال ابن خويز منداد وهو من كبار علماء المالكية : أن المرأة إذا كانت جميلة وخيف من وجهها وكفيها الفتنة فعليها ستر ذالک ، وإن كانت عجوزا أو مقبحة جاز أن تكشف وجهها وكفيها "(۳۳)

ابن خویز منداد فرماتے ہیں: اور یہ مالکیہ کے بڑے علماء میں سے ہیں: کہ عورت جب حسین ہو اور اس کے چہرے اور ہتھیلیاں کھولنے سے فتنے کا اندیشہ ہو تو اس پر اس کا چھپانا لازم ہے۔ اور اگر بوڑھی یا بدصورت ہو تو پھر اس کے لیے چہرے اور ہتھیلیاں کھولنا جائز ہے۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا تفصیل کا خلاصہ درج ذیل نکات میں سمویا جاسکتا ہے:

۱۔ دین اسلام ایک دینِ فطرت اور جامع ضابطہ حیات کی خاطر خواتین کی حفاظت کے لئے پردہ کا حکم دیتا ہے۔

۲۔ پردہ کا بنیادی مقصد عورت کے محاسن کو اجنبی نظروں سے بچا کر اس کی عزت وعصمت کو حفاظت فراہم کرنا ہے۔

۳۔ شریعت نے خاتون کے سارے بدن کو مردوں کے لئے باعث کشش قرار دے کر بدن کے سارے حصوں کو چھپانے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

۴۔ چہرہ چونکہ مجمع محاسن ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ اس کو کھلا رکھ کر مردوں کی ہوسناک نظروں کا شکار ہونے سے بچا جائے، لہٰذا پردہ کا اصل مقصد جب ہی حاصل ہوگا جب چہرے کا مکمل پردہ ہو۔

۵۔ چہرے کے پردہ کا حکم جب قرآن میں آیا تو صحابیات نے اس پر بڑھ چڑھ کر عمل کیا اور اپنے چہروں کو چھپانا شروع کیا، جن روایات میں بعض مواقع میں چہرہ کھلا رکھنے کا ذکر ہے وہ حکم حجاب سے پہلے کے واقعات ہیں یا ایسے واقعات ہیں جو قابل اعتماد اسنادو ذرائع سے ثابت نہیں۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تفسیر کے مطابق چہرے کا پردہ لازم ہے اور انتہائی مستند روایات سے ان کی یہ تفسیر منقول ہے، اس کے برعکس حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب تفسیر (جس میں چہرہ کو پردے سے مستثنیٰ قرار دیا ہے) ضعیف اسانید کے ساتھ منقول ہے، لہٰذا اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔

۷۔ بالفرض اگر یہ چہرے کے پردے سے متعلق دوسرا نقطہ نظر ہی لیا جائے کہ پردہ ضروری نہیں تب بھی اس پر تو تمام امت کے علماء وصلحاء کا اتفاق ہے کہ اگر چہرے کا کھلا رکھنا فتنہ کا باعث ہو تو پھر خوف فتنہ کے عارض کی وجہ سے پردہ کرنے ہی کا حکم دیا جائے گا۔ آج کل کے زمانہ فتنہ میں خدشہ ضرور موجود ہے، لہٰذا آج کل چہرے کا پردہ تقریباً سب علماء کے نزدیک اتفاقی طور پر واجب ولازم ہے۔

☆☆☆

حوالہ جات

۱) سورۃ احزاب:۳

۲) النیسابوری، ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری ، المستدرک ، کتاب الایمان، (۲/ ۳۷) رقم ۵۸، ط اولیٰ ، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۹ء۔

۳) سورۃ احزاب :۳۳

٤) شفیع، مفتی محمد شفیع ، معارف القرآن ، (۳۸۹/٦)، ادارۃ المعارف ۱۹۷۲ء۔

۵) سورۃالنور: ۳۱

٦) سورۃ الاحزاب:۵۹

۷) بخاری ،(۳/ ۲۹۰)، کتاب التفسیر ، رقم الحدیث٤۷۵۸۔

۸) القشیری ، حافظ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم ، (۳ /۵٦۹)، میر محمد کراچی۔

۹) السجستانی، امام ابوداؤد ، سنن ابی داؤد ، کتاب ، اللباس ، (٦۱/٤)، رقم ٤۱۰۲، دار احیاء النبویہ۔

۱۰) النہایۃ لابن الاثیرمبارک ابن محمد الجزریؒ(۳ / ٤۰۵)باب العین مع الجیم ، المکتبۃ العلمیۃ بیروت۱۹۷۹ء

۱۱) البصری ،محمد بن سعد بن منیع ابوعبداللہ ، طبقات الکبریٰ ، ذکر أزواج رسول اللہ ﷺ (۸٤/٤)دار صادر، بیروت۔

۱۲) القزوینی، ابی عبداللہ محمد بن یزید ، سنن ابن ماجہ ، کتاب المناسک، (٤ /٤۲۷)،ط اولیٰ، ۱۹۹۸، دار الجیل، بیروت۔

۱۳) الصنعانی، ابوبکر بن عبدالرزاق ، مصنف عبدالرزاق ، باب طواف المرأۃ المنتقبۃ، (۵ /۲٤) رقم الحدیث ۸۸۵۹،کتاب المناسک، المکتب الاسلامی، بیروت ، ط الثانیۃ۔

۱٤) ایضاً ،ص۲٤۸

۱۵) النیسابوری، صحیح ابن خزیمۃ محمد ابن خزیمۃ ، (۲۰۳/٤)، رقم الحدیث ۱۲۹۰، المکتب الاسلامی ، بیروت ۔

۱٦) ابو داؤد ، کتاب الجہاد ، (۲ /۳۱٤)،رقم الحدیث ۲٤۹۰، دار الکتب العربی،بیروت۔

۱۷) صحیح بخاری ، فضائل القرآن، (٤/۱۹۲۰) رقم الحدیث٤۷٤۲، دار ابن کثیرؒ الیمامۃ، بیروت ، ط ثالثہ، ۱۹۸۷ء۔

۱۸) السجستانی ، ابی داؤد سلیمان ابن اشعث ،اللباس، (۲۱۳/۲) مکتبہ حقانیۃ ملتان۔

۱۹) بخاری ،المناسک (۲۰۵/۱)۱۹٦۱ء۔

۲۰) النیسابوری، صحیح ابن خزیمة، محمد بن خزیمہ، (۳/۳۵۷)رقم الحدیث ۱۴۶۰ المکتب الاسلامی، بیروت۔

۲۱) الرازی، دکتور محمد فؤاد الرازی ، حجاب المسلمة، (۱۵۶)طبع خامس ۲۰۰۶ دارا ضواء السلف ریاض۔

۲۲) الطبری، محمد بن جریر ، تفسیر طبری، (۱۹/۱۵۶)مؤسسة الرسالة ، ط اولیٰ، بیروت ۲۰۰۰ء۔

۲۳) المغنی، احمد بن محمد ،النکاح،(۹/۵۰۰)ط اولیٰ، ھجر للطباعة والنشر، قاھرہ۔

۲۴) الزیلعی ، جمال الدین ابو محمد عبداللہ ، نصب الرایة(۱/۲۹۹)باب شروط الصلوٰة، مؤسسة الریان بیروت۔

۲۵) مسند ابی یعلیٰ، الموصلی، (۶/۱۵)رقم الحدیث۶۶۹۱، ط اولیٰ، دار الکتب العلمیة ، بیروت۔

۲۶) النسائی ، سنن نسائی ، مناسك الحج ، (۵/۱۱۷) رقم الحدیث ۲۶۳۵ ، مکتبة المطبوعات الاسلامیة ۔

۲۷) مسندامام احمد بن حنبلؒ، مسند فضل بن عباس ، (۲/۴۰۴) رقم الحدیث،۱۸۰۵۔

۲۸) القشیری مسلم شریف، کتاب الحج، (۱/۴۱۵) ۱۹۵۶ء۔

۲۹) النووی محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی، شرح النووی، الحج(۱/۴۳۱)، ط ثانی،۱۹۵۶ء۔

۳۰) مسند ابی الیعلیٰ الموصلی، (۶/۱۷)رقم الحدیث ۶۶۹۹،ط اولیٰ ،دار الکتب العلمیة،بیروت۔

۳۱) ابوداؤد ،کتاب النکاح، (۲/۲۱۱) رقم الحدیث ۲۱۵۰، دار الکتاب العربی، بیروت۔

۳۲) محمد شفیع ،معارف القرآن (۶/۳۹۰)ادارة المعارف ۱۹۷۲ء۔

۳۳) القرطبی ، ابی عبداللہ محمد احمد الانصاری، (۱۲/۲۰۸)، دار الکتاب العربی بیروت۔